ہندوستان کو تقسیم کرنے کی تجویز اکثریت کے غیر مناسب رویہ کا نتیجہ ہے

ہندوستان کو ہندو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے متعلق مسٹر جناح کی جو تجویز مسلم لیگ کے حال کے جلسہ میں پاس ہوئی ہے۔ وہ دراصل ردعمل ہے اس سلوک کا۔ جو ہندو اکثریت کی طرف سے مسلمان اقلیت کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ اور جس میں اصلاح اور تبدیلی کی ہر ممکن کوشش کرنے کے بعد مسلمانوں کا ایک طبقہ بالکل مایوس ہو چکا ہے۔ اور اس کی مایوسی میں بہت کچھ اضافہ ان صوبوں کی کانگرسی حکومتوں کے طریق عمل سے ہوا ہے۔ جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ اس بات کو بعض ہندو لیڈروں نے بھی محسوس کیا ہے۔ چنانچہ مشہور لبرل لیڈر سر چمن لال سیتلواد نے اپنے ایک تازہ بیان میں جو انہوں نے مسٹر جناح کی مذکورہ بالا تجویز کے متعلق دیا۔ کہا:-

"میں نے بارہا کانگرس کے موجودہ راہنماؤں کے طریق کار کی زوردار مذمت کی ہے۔ اور جس طریقہ سے کانگرس وزارتوں نے مختلف صوبوں کی اسمبلیوں میں اپنے سے اختلاف رائے رکھنے والے تمام اشخاص کو نظر انداز کرنے اور یہاں تک کہ ان کی توہین کرنے میں اپنی اکثریتوں کا استعمال کیا۔ اس کے خلاف بھی آواز بلند کر چکا ہوں"۔

اس کے ساتھ ہی سر موصوف نے یہ بھی کہا۔ کہ:-

"میں مسٹر جناح کے اس نقطہ نظر کا حامی ہوں۔ کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں جو بھی جمہوری آئین حکومت [illegible] کیا جائے اس میں اقلیتوں کے مذہبی۔ تمدنی۔ اقتصادی اور دوسرے مفادوں کے لئے آئینی تحفظات رکھے جائیں"۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر معقول پسند انسان مسلمانوں کے ان مطالبات کی معقولیت تسلیم کرے گا۔ جو ہندو مسلم اتحاد کے متعلق ان کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اکثریت اگر دور اندیشی اور فراخ دلی سے کام لے۔ تو وہ بڑی سے بڑی اقلیت کے خود تجویز کردہ مطالبات سے بھی بہت زیادہ دے کر گھاٹے میں نہیں رہ سکتی اور ایسی صورت میں جبکہ گاندھی جی اب بھی اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے ایک تازہ مضمون میں مسٹر جناح کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "میں تو اب بھی اس بات پر یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر سوراجیہ حاصل نہیں ہو سکتا"۔ (ملاپ یکم اپریل) تو مسلمانوں کے مطالبات منظور کر کے ہندو مسلم اتحاد قائم کر لینا کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں "سوراجیہ" ملتا ہے۔ اور اس کے بغیر غلامی کا طوق گلے سے نہیں اتر سکتا لیکن افسوس کہ غیر مسلم اکثریت نہ صرف مسلمانوں کے جائز اور معقول مطالبات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ایسا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ جو ایک باغیرت قوم کے لئے قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ مثلاً حال ہی میں ہندو مہا سبھا کے صدر مسٹر ساورکر نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے سامعین کو جہاں یہ بتایا۔ کہ "کس طرح ہزار سال تک مسلمانوں کی حکومت ہونے کے بعد مرہٹوں نے جن کے دلوں میں سیوا جی کا جذبہ موجزن تھا۔ اپنے آپ کو منظم کیا۔ اور اپنی کھوئی ہوئی حکومت پھر حاصل کر کے یہاں ہندو راج قائم کیا"۔ وہاں یہ بھی کہا ہے کہ "جب تک مسٹر جناح یا ان کے ہم خیال ہندو راج کو برداشت نہیں کریں گے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی باعزت سمجھوتہ نہیں ہو سکتا"۔ (پرتاپ ۲۹ مارچ)

ظاہر ہے۔ کہ یہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا طریق نہیں۔ بلکہ کشیدگی بڑھانے اور نفرت پیدا کرنے کے ڈھنگ ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو اس قسم کی کھلم کھلا دھمکیاں اور دوسری طرف مسلمانوں کے معقول مطالبات سے تغافل ہی وہ اسباب ہیں۔ جو مسلمانوں کو ہندوؤں سے دور بھاگنے اور اپنی حفاظت کے متعلق نئی تجاویز سوچنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اور اگر اکثریت نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کی۔ تو تعجب نہیں۔ کہ وہ مسلمانوں سے کھنچتے کھنچتے اس قدر دور ہو جائے۔ کہ پھر اتحاد کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ اور یا تو سوراجیہ کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو۔ یا ہندوستان کو مسلمانوں اور ہندوؤں میں تقسیم ہونا پڑے۔

یہ آخری صورت کسی بھی محب وطن کے لئے باعث مسرت نہیں۔ لیکن اس کے معرض بحث میں آجانے کی ساری ذمہ داری انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو اپنے افسوسناک رویہ سے مسلمانوں کو اس کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ اکثریت اپنے حسن سلوک کے ساتھ اقلیت کو اپنی طرف کھینچے۔ اور اتحاد و رواداری کا شاندار نظارہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ اہل ہند کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوستان میں مبعوث ہونے والے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے بہت عرصہ قبل ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیا۔ اور اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں جو کتاب تصنیف فرمائی وہ "پیغام صلح" تھی۔ جس میں ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت اور اہمیت بیان کرنے کے بعد اس کے قیام کی صورت بھی بتائی گئی ہے۔

مدینۃ المسیح

قادیان یکم شہادت ۱۳۱۹ ہش۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ آج پونے نو بجے شب ماچھوڑہ سے مع خدام واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی طبیعت سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دُعا کریں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت علیل ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ نے گیانی واحد حسین صاحب کو ہیزم ضلع ہوشیارپور بسلسلہ تبلیغ بھیجا ہے۔

ماسٹر عبدالرؤف صاحب بھیروی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ دعائے صحت کی جائے ۃ

ہوائی جہاز چلانے کی ٹریننگ کے لئے احمدی نوجوانوں کی ضرورت

وہ احمدی نوجوان جو ہوائی جہاز چلانے کی ٹریننگ حاصل کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ ان کی صحت اچھی ہو۔ تعلیم ایف۔ اے تک ہو۔ انگریزی اچھی طرح بول سکتے ہوں وہ اپنی درخواستیں بہت جلد دفتر تحریک جدید میں بھیجدیں۔ ان کے نام پہلے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں انٹرویو کے لئے پیش کئے جائینگے اور حضور کے انٹرویو کے بعد جو موزوں سمجھے جائیں گے۔ ان کو سرکاری ٹریننگ کے لئے بھجوانے کا انتظام کیا جائے گا۔

ایسے نوجوانوں کو عرصہ ٹریننگ میں وظیفہ خلافت جوبلی فنڈ سے دیا جائے گا تاکہ جماعت کے نوجوانوں میں اس کام کی مہارت رکھنے والے نوجوان پیدا ہوں۔ یہ تحریک وقف کی قسم سے نہیں ہے۔ بلکہ ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ نوجوان آزاد ہوں گے۔ ممکن ہے گورنمنٹ سروس میں آجائیں۔ اور فوج میں ان کو اچھے عہدے پر لے لیا جائے۔

انچارج تحریک جدید

تعزیت کی قرارداد اور بطور یادگار وظیفہ

زیر صدارت جناب مرزا بشیر احمد صاحب چغتائی بی۔ ایس۔ سی۔ انجمن احمدیہ جمشید پور کا ایک غیر معمولی اجلاس ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز متفقہ طور پر پاس کی گئیں:۔

(۱) انجمن احمدیہ جمشید پور کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب مرحوم کے خاندان سے گہری ہمدردی رکھتا ہے۔

(۲) لفٹیننٹ چوہدری عبداللہ خان صاحب بی۔ اے قائد مجلس خدام الاحمدیہ جمشید پور کی تحریک پر فیصلہ ہوا۔ کہ انجمن احمدیہ جمشید پور دس سال تک پانچ روپے ماہوار حضرت مولوی صاحب کی یادگار میں ادا کرے گی۔ جو بطور وظیفہ کسی مستحق طالب علم مدرسہ احمدیہ یا جامعہ احمدیہ کو دیا جائے گا۔ اس کا فیصلہ جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت فرمایا کریں گے۔ بعد منظوری ناظر صاحب موصوف یہ حقیر رقم انجمن احمدیہ جمشید پور پیشگی ہر ماہ روانہ کر دیا کرے گی ۃ

خاکسار۔ جنرل سیکرٹری

بقایا چندہ جلسہ سالانہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء تک ادا ہونا ضروری ہے

امسال خلافت جوبلی جلسہ سالانہ کے لئے تیس ہزار روپے کا بطور چندہ جلسہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور اس کے لئے جو شرح مقرر کی گئی تھی۔ وہ ہر فرد کی آمد ماہوار پر پندرہ فی صدی تھی۔ اس چندہ کے لئے شروع ماہ جون ۱۹۳۹ء میں تحریک کی گئی تھی۔ پھر اس کے بعد دوران سال میں ۱۱ تحریکات مطبوعہ جماعتوں کو بھیجی گئیں۔ اور ۲۹ اعلانات اخبار الفضل و فاروق میں توجہ دلانے کے لئے شائع کئے گئے۔ لیکن باوجود اتنی جدوجہد کے ۳۰ مارچ ۱۹۴۰ء تک تقریباً انیس ہزار روپیہ اس چندہ میں وصول ہوا ہے۔ حالانکہ اس دفعہ خلافت جوبلی کی وجہ سے غیر معمولی طور پر جلسہ سالانہ کی حاضری زیادہ تھی۔ جسے احباب بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں اخراجات پہلے سالوں کی نسبت زیادہ ہونے یقینی تھے۔ چنانچہ امسال تقریباً ۳۴ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور وصولی صرف ۱۹ ہزار تک ہوئی ہے۔ گویا ۱۵ ہزار روپیہ کم وصول ہوا ہے۔ یہ غیر معمولی کمی انجمن کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مجلس مشاورت پر بھی اس حقیقت سے نمائندگان کو آگاہ کیا جا چکا ہے بلکہ بجٹ کے عرض حال ہی میں اس امر کی تشریح کر دی گئی تھی۔

اب سال کے اختتام میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ اس عرصہ میں تمام ان احباب اور جماعتوں سے بقایا چندہ جلسہ سالانہ وصول ہو جانا ضروری ہے جن کی طرف سے ابھی پورا چندہ اس مد میں وصول نہیں ہوا۔ لہذا احباب اور عہدہ داران جماعت نیز نمائندگان مجلس مشاورت کی خدمت میں خاص طور پر تاکید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت کا **بقایا چندہ جلسہ سالانہ** وصول کرنے کے لئے پوری طرح جدوجہد فرمائیں اور **۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء سے قبل** تمام چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اور حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دعا حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں۔ کیونکہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء کے بعد چندہ جلسہ سالانہ پورا ادا کرنے والی جماعتوں کے نام حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اور بموجب فیصلہ سیدنا حضرت امیرالمومنین مشاورت ۱۹۴۰ء والی انجمنوں کے نام بھی جنہوں نے علاوہ چندہ عام وغیرہ کے چندہ جلسہ سالانہ کا بجٹ پورا نہ کیا ہوگا مجلس مشاورت میں پیش ہوں گے ۃ

ناظر بیت المال

انجمن زمیندارہ علاقہ بانگر کی ایک قرارداد میں غلطی کی اصلاح

انجمن زمیندارہ علاقہ بانگر اور بیٹ کے جلسہ کی جو روئداد گزشتہ پرچہ میں شائع ہوئی ہے اس میں ایک فقرہ یہ تھا۔ کہ "طغل والا میں زمیندارہ کانفرنس کے نام پر ۳۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو جو جلسہ ہو رہا ہے" چونکہ اس روئداد کی اشاعت تک یہ تاریخ گزر چکی تھی۔ اس لئے غلطی سے "جلسہ ہوا" کر دیا گیا۔ حالانکہ "ہو رہا ہے" ہی چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ اس قرارداد میں جلسہ کا ذکر تھا۔ جو جلسہ سے قبل ۲۸ مارچ کی میٹنگ میں پیش ہو کر پاس ہو چکی تھی۔

قادیان آنے اور جانے والی گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی

قادیان یکم اپریل۔ آج سے قادیان آنے اور جانے والی گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ پہلی گاڑی صبح ۵۰ - ۵ پر روانہ ہوا کرے گی۔ دوسری ۱۷ - ۱۱ پر م تو تیسری ۳۰ - ۳ بعد دوپہر۔ چوتھی ۲۵ - ۶ شام کو۔ آنے والی پہلی گاڑی ۴۰ - ۹ پر پہنچے گی۔ دوسری ۲۰ - ۱۲ پر۔ تیسری ۹ - ۵ بعد دوپہر۔ اور چوتھی ۳۲ - ۸ پر رات کو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک زبردست معجزہ

اور

ہماری ذمہ واری

(از صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آئی - سی - ایس -)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا ایک قول ہے - کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے - اگر یہ درست ہے - اور یقیناً درست ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شیریں پھل ایک زبردست معجزہ ہے جس کا منظر ایک دُنیادار کی آنکھ سے بھی اوجھل نہیں رہ سکتا - ہر ایک شخص کی طبیعت اس کے اپنے ذوق کے مطابق مختلف چیزوں کے اثر کو کم وبیش قبول کرتی ہے - اگر ایک انسان کے لئے علمی معجزہ زیادہ مؤثر ہے - تو دوسر کی طبیعت ایک دوسرے رنگ کے معجزہ سے حظ اٹھاتی ہے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوتِ قدسی سے ایک کثیر التعداد جماعت تیار کی - جس کی حیات کا مقصد ایک اور صرف ایک ہے - کہ وُہ "دین کو دنیا پر مقدم کرے" - اس نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے احمدیہ جماعت کے افراد نے اللہ تعالےٰ کے نام کی بلندی اور اسلام کے احیاء کے لئے ہر میدان میں قربانی کی اور ہر نوع کی قربانی کی جانی بھی - مالی بھی - جذباتی بھی - غرضکہ خدا کی رضا کے حصُول کے لئے - اور اس کے دین کے قیام کے لئے جو مطالبہ بھی اللہ تعالےٰ کے رسول اور اس کے خلفاء نے ان سے کیا - اسے انہوں نے دل وجان سے پورا کیا - نہ صرف انہوں نے ہر قربانی کو پیش کیا - بلکہ اپنی زندگی میں ایک حیرت انگیز تغیر کر دکھلایا اپنی عبادات میں - اپنے معاملات میں اس دُنیا کے طریق کو ترک کر کے اسلام کی بتلائی ہوئی تعلیم پر دلی جوش و خروش کے ساتھ عمل کیا - اور انہوں نے نہ صرف اپنے گھر کو سنوارا - بلکہ ایک بے تاب رُوح کی طرح جسے ایک گوہرِ حیات نصیب ہوگیا ہو - اور وُہ اس بات کے لئے بے قرار ہو کہ اس کے دوست بھی اس نور سے فیضیاب ہوں - وُہ دیوانہ وار تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے - تا وُہ ان روحانی پیاسوں کو جن کی نظریں ایک مدت سے آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں - یہ خوشخبری دیں - کہ اس رحیم وکریم ذات نے اپنے وعدوں کے مطابق ان کی پیاس بجھانے کے سامان پھر بہم پہونچائے ہیں - نہیں - نہیں بلکہ ان کا پیغام صرف اپنے دوستوں ہی کے لئے نہیں تھا - بلکہ ہمدردیِ مخلوق کے جذبہ سے لبریز ہو کر وُہ ہر سُو اُٹھے اور دوست و دشمن کی تمیز کو ایک طرف رکھتے ہُوئے سب تک یہ حیات بخش پیغام پہونچایا - ان منتظر نگاہوں کو بھی جو امید لگائے بیٹھی تھیں - اور ان سوئی ہوئی رُوحوں کو بھی جن کے دلوں پر بے دینی کے ایک لمبے زمانے نے اپنا زہر آلود اثر غالب کر رکھا تھا ۔

مومنوں کی ایسی زندہ جماعت کا پیدا کرنا یقیناً ایک زبردست معجزہ تھا - اور مذہب کے ساتھ درد رکھنے والا دل اس سے متاثر ہُوئے بغیر نہیں رہ سکتا - اور اسلامی دُنیا کی تباہی پر نظر ڈالنے والی آنکھ اسے مسرت اور امید کے آنسوؤں سے پُرنم ہُوئے بغیر نہیں دیکھ سکتی - اور ایک خدا کا خوف رکھنے والی رُوح کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں - کہ وُہ جیل وحجت سے کنارہ کش ہو کر آمنا و صدقنا پکارتی ہُوئی خدا کے فرستادہ کے آستانہ پر آگرے ۔

سلسلۂ احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود کی قوتِ قدسیہ نے جماعت احمدیہ پر ایک معجز نما اثر پیدا کیا ہے - کئی ہیں - جنہوں نے جانی قربانی پیش کی - اور والہانہ شوق سے پیش کی - حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کو کابل میں صرف اس لئے بے دردی سے شہید کیا گیا - کہ انہوں نے احمدیت کو کیوں قبول کیا ہے - ان کو یہ اختیار دیا گیا - کہ وُہ احمدیت سے انکار کر دیں اور کہا گیا کہ انکار پر نہ صرف ان کی جان بخشی ہوگی - بلکہ پھر وُہی عزت ووقار جو انہیں شاہی دربار میں حاصل تھا - واپس مل جائے گا - اور مزید ترقی اور عروج کے دروازے بھی کھل جائیں گے مگر اس خدا کے پیارے نے ان کی اس پیشکش کو جو ایک دُنیادار کی نظر میں گویا سنہری موقعہ تھی - حقارت سے دھتکار دیا اور اس جام شہادت کو جو خدا کی مصلحت نے ان کے سامنے پیش کیا تھا - بڑے شوق سے دونوں ہاتھوں میں لے کر پی لیا - اور خدا کے مامور کی صداقت پر اپنے خون سے مُہر لگادی ۔

تبلیغی جوش کا یہ حال ہے - کہ ہندوستان - چین - جاپان یورپ - امریکہ افریقہ غرض دُنیا کے ہر ملک میں احمدی مبلغ مخلوق خدا کو خدا کی طرف کھینچ کھینچ کر پھر واپس لا رہے ہیں - اور اس راہ میں مصائب ومشکلات کو نہ صرف خوشی سے قبول کرتے ہیں بلکہ یہ چیزیں ان کے جوش کو اور بھی تیز کر دیتی ہیں ۔

اطاعتِ امام کا جذبہ جماعت احمدیہ میں بے مثل رنگ میں پایا جاتا ہے - امام کی ہر آواز پر دُنیا کے چاروں گوشوں سے صرف ایک آواز اٹھتی ہے - اور ہر طرف سے لبیک اور صرف لبیک ہی کی صدا آتی ہے - مجھے اس ضمن میں وُہ مثال نہیں بھُولتی - جبکہ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دہلی سے ایک عزیز کی بیماری پر یہ تار دیا - کہ "بلا توقف چلے آئیں" شمعِ مسیح کا یہ پروانہ اس وقت اپنے مطب میں بیٹھا تھا - تار ملتے ہی اُٹھ کھڑا ہُوا - اور بغیر گھر کے اندر گئے اور بغیر کسی قسم کا سامان لئے - بالکل خالی ہاتھ اور خالی جیب تار ملتے ہی قادیان سے بٹالہ کی طرف پیدل روانہ ہوگیا تا وہاں سے دہلی کے لئے گاڑی پکڑے - خدا کے سچے مسیح کی پکار تھی - اور اس کے اول خلیفہ کا امتحان اور آسمان پر خدائے عرش نظارہ بین تھا - بٹالہ سٹیشن پر حضرت خلیفہ اول انتظار فرمارہے تھے - کہ خدائی تقدیر نے ایک مصیبت کا مبتلا ان کے سامنے لا ڈالا - چونکہ گاڑی چلنے میں کچھ وقت تھا وُہ منت وسماجت کر کے حضرت خلیفۂ اول کو گھر لے گیا - اور اپنے مریض کو دکھایا اور اصرار کے ساتھ کچھ نقدی پیش کی - پھر اصرار سے دہلی کا ٹکٹ بھی خرید کر نذر کیا - اور حضرت خلیفہ اول اپنے امتحان میں سو فیصدی نمبر لے کر آگے روانہ ہوگئے ۔

اب مالی قربانی کی طرف آؤ - اور جماعت کی مالی حالت پر نظر ڈالتے ہُوئے انجمن کے رجسٹروں سے اس کی بے مثال قربانی کی تصدیق کرو - میں یہاں بھی صرف ایک مثال دونگا - جس کی یاد سے مسیح محمدی کے شیریں پھل کا کسی قدر مزا چکھا جا سکتا ہے - میری مراد سیرۃ المہدی حصہ سوم کی اس روایت سے ہے جو نمبر ۷۷۶ پر بیان کی گئی ہے - کہ ایک دفعہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لدھیانہ حاضر ہُوئے - حضور نے ایک تبلیغی اشتہار کے طبع کے خرچ کے متعلق فرمایا - کہ کیا کپورتھلہ کی جماعت اس کا خرچ جو مبلغ ساٹھ روپے ہوگا - برداشت کر سکے گی - منشی ظفر احمد صاحب فوراً گھر لوٹے - نقد روپیہ گھر میں ندارد تھا - مگر خدمتِ دین کا شوق مجبور کر رہا تھا - کہ کہیں سے خود ہی یہ ساری رقم مہیا کر کے اپنے امام کے قدموں میں ڈال دُوں - سو اپنی بیوی کا ایک زیور لیا - اور بازار میں جا کر فروخت کر دیا - اور جماعت کے باقی افراد سے ذکر کئے بغیر جلدی جلدی لدھیانہ واپس پہنچے اور رقم حضور کو پیش کر دی - چند دن کے بعد کپورتھلہ کے ایک دوسرے احمدی منشی اروڑا صاحب جو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہُوئے - تو آپ نے فرمایا - منشی صاحب آپکی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی اس پر منشی اروڑا صاحب حیران ہُوئے - اور دریافت کیا - حضور کونسی امداد؟ جب ان پر بات واضح ہوئی اور ساری سرگزشت کا علم ہُوا - تو وہ منشی ظفر احمد صاحب پر سخت ناراض ہوئے - کہ حضرت صاحب کو ایک دینی ضرورت پیش آئی تھی - آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا میں ثواب سے محروم رہا - اور اس ثواب سے محروم رہنے کا ان کی طبیعت پر اس قدر اثر تھا - کہ چھ مہینے ناراض رہے ۔

اب خود دیکھ لو کہ قربانی کی کیسی شاندار مثال ہے۔ مالی قربانی سے پہلو بچانا تو ان کی شان سے کوسوں دور تھا۔ وہ ایسی مالی قربانی سے نہ صرف گھبراتے نہ تھے۔ بلکہ اس کے مواقع کی تلاش میں بے قرار رہتے تھے۔ اور اس میں راحت پاتے تھے۔ ذرا غور کرو منشی ظفر احمد صاحب کا یہ جذبہ کہ ساری جماعت کا بوجھ میں اکیلا ہی اٹھالوں۔ اور کسی دوسرے کو خبر تک نہ ہو۔ اور منشی اروڑا صاحب کے ایمان اور اخلاص کی یہ شان کہ خدا کے مسیح کو ایک دینی ضرورت پیش آئے اور میں اس سے محروم رہ جاؤں۔ اور پھر ان کے الفاظ بھی ملاحظہ ہوں۔ یہ نہیں کہتے کہ ہمیں یا جماعت کو کیوں نہیں بتایا بلکہ یہ گلہ کرتے ہیں۔ کہ مجھے کیوں نہیں بتایا۔ گویا وہ بھی سارے بوجھ کے لئے خود اکیلے تیار بیٹھے ہیں۔ یعنی قربانی کے لئے وہی مضطرب اور بے تاب رُوح ہے جو اس غم میں گھلی جاتی ہے۔ کہ کاش اس ثواب میں صرف میں ہی اکیلا شریک ہوتا؛

تم تاریخ کی ورق گردانی کر لو۔ دین کی خاطر اس بے مثال قربانی کی رُوح کا نظارہ تمہیں سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اور کہیں نظر نہیں آئے گا۔ سو مومنوں کی ایسی جماعت کا قیام جو دین کے لئے ایک گداز دل اور اس کے احیاء کے لئے ایک مسلسل قربانی اور اس کی ترقی کے لئے ان تھک سعی کا نظارہ پیش کرے۔ جس کی حیات کا صرف ایک ہی نصب العین ہو۔ کہ وہ خدا کی توحید کو پھر دُنیا میں قائم کرے۔ اور بھٹکی ہوئی روحوں کو پھر صراط مستقیم کی طرف کھینچ لائے۔ اور اس کوشش میں اپنے آپ کو قربان کر دے۔ اور نہ صرف ایک دفعہ قربان ہو بلکہ قربان ہوتی چلی جائے۔ تاکہ اسلام کا باغ ان کے خونوں سے سیراب ہو کر پھر تر و تازہ ہو جائے۔ اور تا وہ صداقت جس کے لئے اس نے خود موت کو قبول کیا ابدی زندگی پا جائے۔

یہ وہ عظیم الشان معجزہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے۔ احمدی جماعت کے افراد کے لئے یہ صرف معجزہ ہی نہیں بلکہ ایک قیمتی امانت بھی ہے۔ یہ امانت ہے خدا کے مسیح کی۔ امانت ہے اس کے برگزیدہ رسول خاتم النبیین کی نہیں بلکہ یہ دونو تو واسطے تھے۔ یہ امانت ہے خود اللہ تعالےٰ کی۔ اور احمدی جماعت میں شامل ہو کر ہم نے اس مقدس امانت کی حفاظت کا عہد باندھا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ صرف سونہہ کے اعتقاد سے ہم اس ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ جب اعتقاد عمل سے خالی ہو تو وہ انسان کو اور بھی زیادہ ملزم اور گنہگار ٹھہراتا ہے۔ پس آؤ کہ ہم اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کریں۔ اور یہ انقلاب نہ صرف ہمارے نفسوں تک محدود ہو۔ بلکہ اپنی اولادوں کی بھی اس رنگ میں تربیت کریں۔ کہ وہ ہم سے بھی بڑھ کر اس عہد کو نبھانے والی ہوں۔ دنیا کا کوئی لالچ انہیں اس رستہ سے ہٹا نہ سکے اور دنیا کی کوئی طاقت اس مقصد کو ان کی نظروں سے اوجھل نہ کر سکے۔ اور جب کہ ہم خلوص دل سے اس راہ پر قدم ماریں گے۔ تو ہمارا آئینہ دار وجود خود اس الہٰی امانت کا رنگ پکڑ لے گا۔ اور پھر آسمان پر یہ دو چیزیں علیحدہ شمار نہ ہوں گی۔ بلکہ ایک ہی سمجھی جائیں گی۔ اور فرشتوں کو یہ الہٰی فرمان ملے گا۔ کہ دیکھو میری تمام مخلوق میں سے صرف اس مٹھی بھر جماعت نے میری خاطر میری امانت کی حفاظت کا عہد باندھا ہے اس لئے گو انسان کی پیدائش مٹی سے ہے مگر ان کی مٹی اب مٹی نہیں رہی۔ بلکہ ہماری محبت کے پانی کا خمیر لے چکی ہے۔ اور جس طرح ہم لازوال ہیں ہماری محبت بھی لازوال ہے اس لئے اے آسمان کے فرشتو ان کی حفاظت اب تمہارا مقدس فرض ہوگا۔ دیکھو انہیں کوئی نقصان نہ پہونچے۔ اور وہ دنیا میں سرنگوں نہ ہونے پائیں۔ کیونکہ اب وہ اپنے نہیں رہے بلکہ میرے ہو چکے ہیں۔

خدائی حفاظت کا یہ پہلو محض حسنِ اعتقاد پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ اپنے ساتھ تاریخ کی شہادت رکھتا ہے۔ مجھے اس وقت وہ نظارہ یاد آگیا۔ جب خدائی تقدیر نے صحابہ کی چھوٹی سی جماعت کو بدر کے میدان میں کفار کے ایک بھاری لشکر کے مقابل پر لا کھڑا کیا۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اسباب کو دیکھتے ہی خدا کے حضور انتہائی کرب اور اضطراب کے ساتھ دعائیں کیں۔ اور بالآخر یہاں تک فرمایا کہ اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ لن تعبد فی الارض۔ یعنی اے میرے آقا اگر آج یہ جماعت اس میدان میں تباہ ہو گئی۔ تو پھر دنیا میں تیرا نام لیوا کوئی باقی نہیں رہے گا مسلمانوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ فتح تمہاری ہوگی۔ مگر خدا کے اس شکور اور عارف بندے نے (اللہ تعالےٰ کی ہزاروں رحمتیں اس پر ہوں) ان وعدوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی خدا کے سامنے اس رنگ میں دُعا کی۔ صرف اس لئے نہیں کہ خدا کی بے نیازی اور استغناء ذاتی پر اس کی نظر تھی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ خود الہٰی تقدیر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ جاری کئے۔ کہ ایک طرف تو گویا مسلمانوں کی گزشتہ قربانیوں کی قدردانی ہو جائے۔ اور انہیں یہ سرٹیفکیٹ مل جائے۔ کہ ان کی قربانیاں خدا کے دربار میں نوازی گئیں۔ اور اب اسلام کی حیات انکی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور دوسری طرف آئندہ آنے والی نسلوں کے سامنے یہ خدائی فعل شاہد رہے۔ کہ ہم نے کفار ہاں مسلح اور پُر شوکت کفار کے لشکر کو ایک بے ہتھیار اور بے سروسامان مٹھی بھر جماعت کے ہاتھوں تباہ کیا۔ تا دنیا کے سامنے یہ مثال زندہ رہے۔ اور لوگ اس سبق کو سیکھ جائیں۔ کہ اللہ کی راہ میں اس کے مقاصد کو اپنا نصب العین بنا لینا ہی تمام کامیابی کی کلید ہے۔ اور جب یہ حالت پیدا ہو جائے۔ تو دُنیا کی کوئی طاقت انسان کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتی۔

پس آؤ ہم بھی اپنی زندگی میں ایک تغیر کر دکھائیں۔ اور خدا کے سچے مسیح کی تعلیم پر عامل ہو کر پھر اسی سرٹیفکیٹ کو حاصل کریں۔ اور خدا کے اس وعدے کا کرشمہ دیکھیں۔ جو ان الفاظ میں وارد ہوا تھا۔ کہ اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ لن تعبد فی الارض مگر دل کی صفائی اور اخلاص شرط ہے۔ اور اسی شرط کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خود حضرت مسیح موعودؑ نے اس خدا کے پرانے وعدہ کو ہمارے سامنے دہرایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اگر ایک طرف تمام دنیا ہو۔ اور ایک طرف مومن کامل تو آخر غلبہ اسی کو ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنی محبت میں صادق ہے۔ اور اپنے وعدوں میں پورا۔ وہ اسکو جو درحقیقت اسکا ہو جاتا ہے ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ ایسا مومن آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اور گلزار میں سے نکلتا ہے۔ وہ ایک گرداب میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ اور ایک خوشنما باغ میں سے نمودار ہوتا ہے۔ دشمن اس کے لئے بہت منصوبے کرتے۔ اور اس کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا ان کے تمام مکروں اور منصوبوں کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے ہر قدم کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے آخر اس کے ذلت چاہنے والے خود ذلت کی مار سے مرتے ہیں۔ اور نامرادی ان کا انجام ہوتا ہے۔ لیکن وہ جو اپنے تمام دل اور تمام جان اور تمام ہمت کے ساتھ خدا کا ہو گیا ہے وہ نامراد ہرگز نہیں رہتا۔ اور اس کی عمر میں برکت دی جاتی ہے۔ اور ضرور ہے کہ وہ جیتا رہے۔ جب تک اپنے کاموں کو پورا کرے۔ تمام برکتیں اخلاص میں ہیں۔ اور تمام اخلاص خدا کی رضا جوئی میں اور خدا کی رضا جوئی اپنی رضا چھوڑنے میں۔ یہی وہ موت ہے۔ جس کے بعد زندگی ہے۔ مبارک وہ جو اس زندگی سے حصہ لے"۔

یہ وہ آب حیات ہے جسے پی کر ہم ایک اعلےٰ اور ابدی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہاں وہ زندگی جس میں ہم خدا کی امانت کو اٹھانے کی نہ صرف طاقت پائیں بلکہ اس کے اٹھانے کو ہی اپنی زندگی کا مقصد سمجھیں۔ اور اسی میں زندگی کی ساری لذت حاصل کریں۔ اور جسے رَد کرنے والوں کی زندگی چوپایوں کی زندگی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ بل ھم اضل

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

(7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی دعوت کامیابی کا سچا راستہ ہے

غیر مبایعین کا اپنی ناکامیوں پر اظہار ندامت و افسوس

ربع صدی سے زیادہ عرصہ گذر گیا کہ غیر مبایعین نے خدا کے رسول کے تخت گاہ کے بالمقابل پنجاب کے دارالسلطنت میں ایک "مرکز" بنا کر کام شروع کیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایسے شہرت یافتہ اور تجربہ کار آدمی ان کے لیڈر بنے۔ قادیان میں رہ کر صدر انجمن احمدیہ سے تنخواہ لے کر کیا ہوا۔ قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی ان کے پاس تھا۔ عقائد میں انہوں نے غیر معمولی لچک پیدا کر کے لوگوں کے دلوں کو لبھانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ جس مقدس انسان کی برکت سے انہیں سب کچھ حاصل ہوا تھا جسے اس کی زندگی میں اس کے روبرو "مدعی نبوت" کہا اور لکھا کرتے تھے۔ اب غیروں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے اسے صرف "مجدد" کہنا شروع کیا۔ بلکہ بے ادبی میں یہاں تک ترقی کی۔ کہ مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجنے لگے۔ انہیں بعض غیر احمدی ریاستوں سے گرانبہا تحائف بھی ملے۔ امدادی رقوم بھی حاصل ہوئیں۔ غرض کہ غیر مبایعین پر چاروں طرف سے من برسنے لگا۔

ادھر جماعت احمدیہ قادیان کے گاؤں میں تھی جو ان دنوں ریلوے سٹیشن سے بھی بارہ میل دور تھا۔ اپنے خلیفہ کے زیرِ ہدایت گامزن رہی۔ وہی خلیفہ جسے اکابر غیر مبایعین نے "ناتجربہ کار نوجوان" کہہ کر رد کر دیا تھا۔ ظاہری سامان بھی ساتھ نہ تھے عقائد بھی وہی تھے۔ ان میں کسی قسم کی ادنیٰ سی بھی لچک برداشت نہ کی گئی۔ اسی پختگی کو دیکھ کر مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے لکھا تھا:۔

"تمہارا سلسلہ اس سے نہیں پھیلے گا۔ بلکہ یہ سخت رُک ہو جائے گی" (پیغام ۱۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

غرض سمجھا یہ گیا۔ کہ جماعت احمدیہ کا طریق غلط ہے۔ وہ ناکام ہوگی۔ اور غیر مبایعین کی مصلحت کوشی صحیح شاہراہ عمل ہے۔ وہ کامیاب ہوں گے ظاہری سامان بھی ان کی طرف تھے۔ مگر چونکہ خدا کا قائم کردہ خلیفہ خدا کے مقررہ طریق پر عمل پیرا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج پچیس سالہ تجربہ کے بعد جماعت احمدیہ تو اکناف عالم میں پھیل رہی ہے۔ مگر غیر مبایعین اپنی ناکامی۔ اور اپنی غلط پالیسی پر ماتم کر رہے ہیں۔ عرصہ دراز تک مولوی محمد علی صاحب نے ترجمہ قرآن کے کمیشن وغیرہ کے لئے غیر مبایعین کو اسی خیال میں مگن رکھا۔ کہ ہم بہت ترقی کر رہے ہیں۔ مگر اب آہستہ آہستہ یہ بھرم کھل رہا ہے۔ چنانچہ غیر مبایعین کے اخبار "ینگ اسلام" کا تازہ مقالہ افتتاحیہ (۱۵ فروری) اس پر بین دلیل ہے۔

ایڈیٹر صاحب غیر مبایعین کے غلط مسلک اور ناکام تجربہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جماعت احمدیہ لاہور نے آج تک مسلمانوں کو علمی و عقلی دلائل کے ذریعے قائل کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انہیں مذہبی و آسمانی شہادت کی حجت سے قائل کیا جائے"

پھر لکھتے ہیں: "جماعت احمدیہ لاہور کی اولین ضرورت براہ راست اشاعت پر اپنی تمام قوت و طاقت کو صرف کرنا نہیں۔ بلکہ اس جماعت کی اولین حاجت جس پر اسے اپنی اصل اور بیشتر حصہ طاقت کو صرف کرنا لازم ہے۔ یہ ہے کہ وہ ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جن سے من حیث القوم مسلمانوں میں تحریک اشاعت اسلام کی کامیابی پر ایندہ یقین پیدا ہو"

پھر غیر مبایعین کی "پچیس سالہ ٹھوس عملی جدوجہد" کی ناکامی پر مرثیہ خوانی کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ہمارا یقین ہے۔ کہ آئندہ بھی انہی دلائل سے مسلمانوں کو اشاعت کی کامیابی کا قائل کرنا موہوم امید ہے۔ اشاعت اسلام کے کام کو بجا لا کر اس پر جماعت کی ترقی کی بنیادیں رکھنا تجربہ کی بنا پر نہ صرف غلط ثابت ہوا ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعتی ترقی کا عمل میں آنا پہلی شرط ہے۔ اشاعت دین اس ترقی کے نتیجہ میں آئے گی"

ان اقتباسات سے عیاں ہے۔ کہ غیر مبایعین نے آج تک غیر احمدیوں کو مذہبی و آسمانی شہادت کی حجت سے قائل نہیں کیا۔ اور جس زمینی راہ کو انہوں نے اختیار کیا وہ سراسر ناکامی کا طریق تھا چنانچہ ان کی امیدیں موہوم ثابت ہوئیں۔ تجربہ نے انہیں بتا دیا۔ کہ ان کا اختیار کردہ طریق غلط تھا۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ غیر مبایعین نے آسمانی شہادت کو چھوڑ کر زمینی ہتھیاروں سے ترقی حاصل کرنی چاہی۔ اور انہی لوگوں میں شامل ہو گئے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا ؎

راگ وہ گاتے ہیں جس کو آسماں گاتا نہیں
دل میں رکھتے ہیں ارادے برخلاف شہریار

پھر ایڈیٹر صاحب "آسمانی شہادت" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مقدر یوں ہے۔ کہ جب حضرت اقدس کے منجانب اللہ ہونے پر دوسرے قرائن و شواہد سے ایمان پیدا ہوگا۔ اس وقت اشاعت کا میدان قوم کے سامنے کھل جائیگا۔ ورنہ اس سے قبل ان پر وہ دروازہ بند ہے۔ اگر مسلمانوں نے اشاعت کے راستہ پر حضرت اقدس کے دعاوی پر ایمان لائے بغیر چل کر احیاء دین کا موجب بننا تھا۔ تو پھر اس حالت میں تو آپ کی بعثت کی ضرورت ہی نہ تھی"

ذرا آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

"آج حضرت اقدس کے دعاوی کو پیش کرنا۔ اور ان پر ایمان لانا کیوں ضروری و اہم ہے۔ اس لئے کہ اشاعت کی کامیابی پر بجز اس راستے کے دوسری طرح ایمان و یقین پیدا ہونا ممکن نہیں۔ حضرت اقدس کے دعاوی اور جماعتی خصوصیات کو پیش کرنا فرقہ بازی یا تنگ دلی کے مترادف نہیں۔ جیسے کہ بدقسمتی سے بعض جگہ ایسا خیال کر لیا گیا ہے (مولوی محمد علی صاحب لفظ "بعض جگہ" پر غور فرمائیں۔ ناقل) بلکہ یہ وہ امور ہیں۔ جن کے بغیر آج احیاء دین ممکن نہیں جن کے بغیر اشاعت پر یقین پیدا نہیں ہو سکتا"

(ینگ اسلام ۱۵ فروری)

غیر مبایع بھائیو! خدا کے لئے سوچو۔ کہ کیا یہی وہ طریق نہیں۔ جس کی بنا پر تم "قادیانیوں" کو برا بھلا کہا کرتے ہو۔ کیا اسی بنا پر مولوی محمد علی صاحب نے ازراہِ مغالطہ ہمیں کلمہ طیبہ کا منسوخ کرنے والا قرار نہیں دیا؟ خدا کے لئے انصاف سے کام لو۔ آخر خدا کو کیا جواب دو گے۔ سچ مچ کامیابی کا یہی طریق ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو پیش کیا جائے جب تک مسلمان کہلانے والوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان پیدا نہ ہوگا۔

وہ ایک جسم بے جان کی طرح ہیں مسلم کے جسم میں زہریلے جراثیم کا تریاق اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان ہے۔ حضور خود تحریر فرماتے ہیں۔

"ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے" (کشتی نوح ص۵۶)

افسوس کہ غیر مبایعین نے عموماً اور ان کے امیر نے خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی ضرورت دفرضیت سے انکار کر کے بیمار مسلم کو مخدّر دوا دینے کی کوشش کی۔ اصل تریاق کو بھی چھپایا اور بیمار کو اس کی خطرناک مرض سے بھی آگاہ نہ کیا جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ ایڈیٹر صاحب پیغام اسلام لکھتے ہیں۔

"یہ ایک تلخ مگر ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمان قوم اس وقت بے حسی کی انتہائی گھڑیوں میں سے گزر رہی ہے۔"

صحیح طریق عمل کیا تھا اور کیا ہے اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"دراصل بات یہ ہے کہ تحریک اشاعت کی کامیابی کا سب چارا ستہ وہی ہے جسے حضرت اقدس نے اپنے عمل سے واضح کیا جس پر جماعت احمدیہ (غیر مبایعین) آپ کی اور حضرت مولانا نور الدین صاحب کی زندگی میں چلی یعنی اگر احیاء دین منظور ہے تو اس کی اولین ضرورت یہ ہے۔ کہ جماعت احمدیہ (غیر مبایعین) اپنی طاقت وقوت کو مسلمانوں میں حضرت اقدس کی صداقت کے منوانے پر صرف کرے" (رحمۃ)

غیر مبایعین نے اس سیدھے راستے کو ترک کر دیا۔ اور ناکامیوں کا شکار ہو گئے مندرجہ بالا عبارت ان کی تبدیلی کا صریح اعتراف ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے طریق کو چھوڑ دیا اور یہ سب کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بغض کے باعث کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب غیر مبایعین اپنی غلطی سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ جلد مرکز سلسلہ اور خدا کے رسول کے تخت گاہ سے وابستہ ہو کر پھر اسی راستہ پر عمل پیرا ہوں جس پر وہ پہلے عمل کرتے تھے اور جماعت احمدیہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی قیادت میں آج بھی عمل کر رہی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر میدان میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

(خاکسار ابو العطا جالندھری)

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

(گذشتہ سے پیوستہ)

مندرجہ ذیل اصحاب کا چندہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء سے ۲۰ اپریل ۱۹۴۰ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ یہ احباب ۱۰ اپریل ۱۹۴۰ء تک اپنا اپنا چندہ ارسال فرمائیں۔ یا وی پی روکنے کے متعلق ۸ اپریل ۱۹۴۰ء سے قبل اطلاع دے دیں بصورت دیگر ۱۰ اپریل ۱۹۴۰ء کو ان کے نام وی پی ارسال کر دیئے جائیں گے۔ منیجر انہیں وصول کرنے کے لئے احباب کو تیار رہنا چاہیئے۔

نمبر خریداری	نام
۱۴۹۳۹	محمد اصغر علی صاحب
۱۴۹۸۲	عبد الکریم صاحب
۱۴۹۸۶	مسعود الرحمن صاحب
۱۴۹۸۷	محمد احمد صاحب
۱۴۹۸۸	شیخ غلام علی صاحب
۱۴۹۸۹	چوہدری محمد ابراہیم صاحب
۱۵۰۱۴	سکرٹری صاحب
۱۵۰۲۳	عبد العزیز صاحب
۱۵۰۲۵	یٰسین صاحب
۱۵۰۳۱	ایم ظہیر الدین صاحب
۱۵۰۵۰	ریحانہ صاحبہ بنت ظریف صاحب
۱۵۰۵۷	مولوی عبد الرحمن صاحب
۱۵۰۵۹	عنایت اللہ "
۱۵۰۶۴	ایچ اے قریشی
۱۵۰۶۶	چوہدری غلام علی صاحب
۱۵۰۷۳	محمد منصور احمد "
۱۵۰۷۶	امیر احمد صاحب
۱۵۰۹۷	میاں ایوب شاہ صاحب
۱۵۰۹۹	راجہ غلام محمد صاحب
۱۵۱۱۶	منشی محی الدین "
۱۵۱۲۰	محمد عالم "
۱۵۱۲۱	جناب عیسیٰ "
۱۵۱۴۰	خواجہ محمد حفیظ اللہ "
۱۵۱۴۵	عبد المجید صاحب
۱۵۱۴۷	فیض احمد "
۱۵۱۴۸	عبد القدوس "
۱۵۱۴۹	عبد الحق صاحب بی۔اے۔
۱۵۱۵۰	غلام رسول صاحب
۱۵۱۵۱	مظفر الدین "
۱۵۱۵۹	ماسٹر عاشق صاحب
۱۵۱۶۴	سلطان بخش محمد علی "
۱۵۱۶۶	غلام محمد "
۱۵۱۷۸	شیخ محمد اسمٰعیل "
۱۵۱۹۳	میر ضیاء اللہ "
۱۵۲۰۶	شیخ عبد الغنی "
۱۵۲۱۳	فضل حق "
۱۵۲۱۵	فتح محمد "
۱۵۲۱۸	خواجہ عبد الرحمن "
۱۵۲۲۰	شیخ عبد اللہ "
۱۵۲۲۳	ایلیول سپورٹ
۱۵۲۲۱	محمد صدیق صاحب
۱۵۲۲۹	میاں فضل الدین "
۱۵۲۳۰	سید رسول شاہ "
۱۵۲۳۳	بابو عبد الغفور صاحب
۱۵۲۳۸	الیس عباس "
۱۵۲۳۹	پیر محمد اکبر "
۱۵۲۴۷	ملک منظور احمد خاں صاحب
۱۵۲۴۸	ملک ظفر الحق صاحب
۱۵۲۵۰	چوہدری سلطان علی "
۱۵۲۵۱	حکیم محمد عبد الجلیل "
۱۵۲۶۲	منشی رسول بخش "
۱۵۲۶۸	خان محمد حسین خاں "
۱۵۲۷۱	شیخ محمد یوسف صاحب
۱۵۲۷۹	بشارت احمد "
۱۵۲۸۲	بابو محمد حنیف "
۱۵۲۹۵	چوہدری محمد عبد اللہ "
۱۵۳۰۲	محمد عبد اللہ "

مجلس خدام الاحمدیہ ونجواں کا جلسہ

۲۹ امان ۱۳۱۹ھش مجلس خدام الاحمدیہ ونجواں کا جلسہ زیر صدارت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ منعقد ہوا۔ جلسہ کے انعقاد کی اطلاع ملحقہ دیہات کی جماعتوں کو کی گئی تھی اس لئے اٹھوال۔ دہرم کوٹ۔ شاہ پور۔ خان فتح۔ قلعہ لال سنگھ۔ دہاریوال۔ کھوکھر۔ دیال گڑھ۔ مراد وغیرہ سے اکثر احباب جماعت بغرض شمولیت تشریف لائے۔

جلسہ بعد نماز جمعہ شروع ہوا جس میں چوہدری مشتاق احمد صاحب اور مولوی دل محمد صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل کے مختلف حصص پر روشنی ڈالتے ہوئے اراکین مجلس کو ان پر عمل کرنے کی تلقین کی نیز نوجوانوں کو مجلس میں شامل ہونے کی تحریک کی۔ اس کے بعد جناب ناظر صاحب اعلیٰ چوہدری فتح محمد صاحب سیال نے ملحقہ دیہات میں تبلیغ کے لئے مؤثر الفاظ میں تلقین فرمائی۔

جلسہ کے اختتام پر جناب صدر محترم نے مجلس خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل کی وضاحت فرماتے ہوئے ملحقہ دیہات کی جماعتوں میں مجالس کے قیام کی تحریک فرمائی جس کے نتیجہ میں چار نئی مجالس قائم ہوئیں۔ اس کے علاوہ جناب مہتمم صاحب تعلیم نے انفرادی طور پر مختلف مجالس کے قائدین سے مل کر تعلیم ناخواندگان کے متعلق بعض ہدایات دیں۔ اس موقع پر بیس افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

خاکسار:۔ ملک عطاء الرحمن

(8)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

چنگکنگ یکم اپریل۔ آج یہاں سیاسی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے جنرل چیانگ کائی شیک نے کہا۔ کہ گذشتہ چھ ماہ میں ۲ لاکھ ۳۰ ہزار جاپانیوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے بھی جاپان کی بہت بری گت بن رہی ہے۔ جاپان نے جو کٹھ پتلی حکومت قائم کی ہے۔ وہ چینی قوم کی عزت پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

دہلی یکم اپریل۔ آج مرکزی اسمبلی میں کامرس ممبر نے اعلان کیا۔ کہ جاپان و ہندوستان کے مابین نئے تجارتی سمجھوتہ کی بات چیت ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو شروع ہوئی تھی۔ جو ابھی تک جاری ہے۔ اور ابھی نہیں کہا جا سکتا۔ اور کتنا عرصہ جاری رہے گی۔ پہلے جو معاہدہ دونوں ملکوں میں تھا۔ اس کی میعاد کل سے ختم ہو چکی ہے۔ اور دونوں ملکوں کے ڈیلیگیشنوں نے اس عرصہ کے لئے جب تک کہ نیا معاہدہ طے نہیں ہوتا۔ بعض قواعد بنائے ہیں۔ ان کے رو سے جاپان ہندوستان میں ایسی اشیاء برآمد نہیں کریگا۔ جن سے ہندوستان کی تجارت پر برا اثر ہو۔

لنڈن یکم اپریل۔ اتحادیوں کی سپریم وار کونسل کی کارروائی اور اس کے بعد مسٹر چرچل کی تقریر سے برطانوی اخبارات یہ استنباط کر رہے ہیں کہ اتحادی جرمنی کے خلاف عنقریب کوئی زبردست اقدام کرنے والے ہیں۔ یہ اقدام کیا ہوگا اس پر ہر اخبار نے اپنے رنگ میں خیال آرائی کی ہے۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ جرمنی کی ناکہ بندی میں شدت پیدا کی جائیگی اور اتحادی ناروے سے جرمنی کو لوہا نہیں جانے دیں گے۔ نیز یہ بھی کہ بلقانی ممالک سے اشیائے خوردنی اور تیل موجودہ مقدار میں جرمنی نہیں پہنچنے دینگے۔

مغربی محاذ کے متعلق فرانسیسی گورنمنٹ کا اعلان مظہر ہے کہ کل رات بالکل امن رہا۔ البتہ دو نو جانب سے ہوائی سرگرمیاں ظاہر ہوتی رہیں۔

سپین میں آج خانہ جنگی کے اختتام کی پہلی سالگرہ منائی جا رہی ہے۔ چنانچہ ہوائی جہازوں نے میڈرڈ پر پرواز کی۔

اور فوجی پریڈ بھی ہوئی۔

دہلی یکم اپریل۔ ہندوستان اور برما کے مابین تجارتی سمجھوتہ کی میعاد ختم ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق آج گورنمنٹ برما کی طرف سے گورنمنٹ ہند کو نوٹس پہنچ چکا ہے اس معاہدہ پر یکم اپریل ۱۹۳۷ء کو جب کہ برما ہندوستان سے علیحدہ ہوا۔ عمل شروع ہوا تھا۔

جبل پور یکم اپریل۔ یہاں فرقہ وارانہ فسادات کے پیش نظر زیر دفعہ ۱۴۴ جو پابندیاں لگائی گئی تھیں۔ ان کی میعاد ۲۳ مئی تک بڑھا دی گئی ہے۔ ہندوؤں نے ان کے خلاف بطور پروٹسٹ اس سال ہولی نہیں منائی۔

لکھنؤ ۳۱ مارچ۔ شیعہ سنی جھگڑا یعنی تبرہ بازی کا قضیہ جس کا تصفیہ گذشتہ سال مولانا ابوالکلام آزاد نے کرایا تھا یہاں پھر شروع ہو گیا ہے۔ آج پانچ شیعوں نے علانیہ تبرہ بازی کی۔ اور گرفتار کر لئے گئے۔

مدراس ۳۱ مارچ۔ پروفیسر رنگا ایم۔ ایل۔ اے سنٹرل کو جو آل انڈیا کسان سبھا کے صدر اور سوشلسٹ لیڈر ہیں۔ مدراس گورنمنٹ نے ان کے گاؤں میں نظربند کر دیا ہے۔

دہلی ۳۱ مارچ۔ ملاپ کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ کل سونی پت میں آل انڈیا جاٹ کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ ایجیکٹیو کمیٹی میں سر چھوٹو رام نے بھی تقریر کی۔ اور کہا۔ کہ میں نے ایک جاٹ لیڈر کی حیثیت سے سر سکندر حیات کو ایک قسم کا الٹی میٹم دیدیا ہے۔ کہ مسلم لیگ سے الگ ہو جائیں ورنہ جاٹ پارٹی ان کی وزارت سے الگ ہو جائیگی۔ پاکستان کی سکیم کو کوئی جاٹ منظور نہیں کر سکتا۔

دہلی ۳۱ مارچ۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک نیا ڈیفنس آف انڈیا آرڈر جاری کیا ہے جس کے رو سے کسی شخص کو خواہ وہ اسی صوبہ کا باشندہ ہو۔ پراونشل گورنمنٹ صوبہ سے نکل جانے کا حکم نہیں دے سکتی۔ یہ اختیار مرکزی حکومت نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔

لنڈن یکم اپریل۔ اودھم سنگھ کو جسے سر اڈوائر کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ آج پھر کورٹ میں پیش کیا گیا اس موقعہ پر جن لوگوں نے شہادت دی ان میں سے ڈاکٹر کی گواہی سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے جس نے بیان کیا کہ ایک گولی دل کے پار نکل گئی تھی۔ اور خون بہنے اور سینہ و دل میں گولی لگنے سے موت واقع ہوئی۔

لنڈن یکم اپریل۔ روس کی پارلیمنٹ نے اتفاق آراء سے قانون پاس کیا ہے جس کے رو سے ان تمام علاقوں کو سوویٹ روس میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جو فن لینڈ نے روس کے حوالے کئے۔ روس نے اپنا فوجی خرچ چالیس فی صدی بڑھا دیا ہے گذشتہ سال ۴ کروڑ روبل تھا۔ اس سال ۵ کروڑ ۷ لاکھ روبل کر دیا گیا ہے۔

لنڈن یکم اپریل۔ برلن ریڈیو نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ آج سات فرانسیسی ہوائی جہازوں کو گرا لیا ہے۔ مگر پیرس سے اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

لنڈن یکم اپریل۔ مسٹر فریزر نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں جو سابق وزیر اعظم کی بیماری کے ایام میں بھی کام کرتے رہے ہیں۔

دہلی یکم اپریل۔ ہندوستانی عیسائیوں کی آل انڈیا کونسل کے صدر ڈاکٹر مکرجی نے اعلان کیا ہے کہ ہندوستانی عیسائی مسٹر جناح کی سکیم کو اچھا نہیں سمجھتے اور نہیں چاہتے کہ ہندوستان کو مذہب کی بناء پر دو حصوں میں بانٹا جائے۔

کلکتہ یکم اپریل۔ بھنگی ہڑتالیوں نے اپنے مطالبات کی فہرست تیار کر لی ہے۔ جس میں سب سے بڑا مطالبہ یہ ہے کہ جنگ چھڑنے کی وجہ سے جس قدر چیزیں مہنگی ہوئی ہیں۔ اس کے مطابق بھتہ دیا جائے۔ اور چھٹیوں وغیرہ میں رعایت کی جائے۔

بمبئی یکم اپریل۔ یہاں کا میوزیم خالی کیا جا رہا ہے۔ اور قیمتی چیزیں ایسی جگہ پہنچائی جا رہی ہیں۔ جہاں احتیاط سے رکھی جا سکیں۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ لڑائی کے دوران میں قیمتی چیزوں کو نقصان نہ پہنچ جائے۔

لنڈن یکم اپریل۔ سویڈن کے جہازوں پر سفر کرنے کے متعلق آج سخت پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ کوئی جہاز مقررہ افسر سے اجازت لئے بغیر بندرگاہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

پشاور یکم اپریل۔ پچھلے دنوں سرحدی قبائلیوں نے ایک چوکی پر گولیاں چلائی تھیں۔ اب پولیس کے سراغ رساں کتے نے گولی چلانے والوں کا پتہ لگا لیا ہے۔ جہاں سے گولی چلائی گئی تھی۔ وہاں پہنچ کر کتے نے خالی کارتوس سونگھا۔ اور چل پڑا۔ آخر ایک گاؤں کے چوک میں جا کر رک گیا۔ اور پھر ایک بڑھئی کے گھر میں داخل ہو گیا۔ پولیس کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوا۔ کہ قبائلی گولیاں چلانے کے بعد اسی چوک میں آ کر رکے۔ اور پھر بڑھئی کے گھر میں چھپ گئے۔

دہلی ۳۱ مارچ۔ ریاست بھرت پور کے وزیر اعظم نے حکم دیا ہے کہ ریاست کی حدود میں سوائے ریاستی جھنڈے کے کوئی دوسرا جھنڈا نہیں لہرایا جا سکتا۔ تمام قسم کے جھنڈے ممنوع قرار دیدیئے گئے ہیں۔

واشنگٹن ۳۱ مارچ۔ امریکہ کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ امریکن گورنمنٹ چین میں جاپان کی قائم کردہ حکومت کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ وہ صرف جنرل چیانگ کائی شیک کی حکومت کو تسلیم کرے گی۔

طہران ۳۱ مارچ۔ ایران اور روس میں ایک تجارتی معاہدہ ہوا ہے جو کل ایرانی پارلیمنٹ میں تصدیق کے لئے پیش ہوا۔ اس کے متعلق تقریر کرتے ہوئے وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ دونوں ملک ہمسایہ رہ کر دوستانہ تعلقات قائم رکھیں گے۔ ہم کبھی ان